www.KitaboSunnat.com

داعی الی الحق مرزا عبدالحمید مرحوم)

فکر و نظر کی بجائے فکر و عمل

محدث کے ادارتی کالم (فکر و نظر) پر ایک تبصرے کی حیثیت سے یہ مضمون جس سیماب صفت شخصیت کے قلم سے نکلا ہے۔ ربِ لم یزل کی مشیت ہے کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں۔ حق کا یہ برہنہ داعی لگی لپٹی رکھے بغیر بات کرنے کا عادی تھا۔ قوم کے امراض پر کڑھتا، منصوبے بناتا، عمل پیرا ہوتا اور پھر اپنی سیمابی طبع کی بنا پر نئی راہیں ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوتا۔ اپنی زندگی میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اس نے بہتیری وادیاں قطع کیں بڑے میدان مارے۔ مختصر یہ کہ اُس کی تمام تر سعی و کاوش اللہ کے لیے اور اس کے نظام کو برپا کرنے کے لیے رہی لیکن اسے اپنے احباب سے بڑے گلے شکوے تھے۔ وہ انہیں اللہ کے سپاہی دیکھنا چاہتا تھا۔ اپنی زندگی میں اس کے قلم اور اس کی زبان سے اللہ کے نظام کو برپا کرنے کے لیے جو کام ہوا، لوگ اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ اس کی اثر انگیز خطابت کا اثر ہنوز فضا کو مرتعش کیے دے رہا ہے۔ دین کا نازک آبگینہ مجروح نہ ہو ——— یہ اس کی تمنا تھی۔ اس نے اس کے لیے جد و جہد کی۔ پھر جب کسی نے اسے دیوانہ سمجھ کر پتھر برسائے، اس کی زبان سے یہی نکلا ؎

تہنیت گویند مستاں را کہ سنگِ محتسب
بر سرِ ما آمد و ایں آفت از مینا گزشت

قارئینِ محدث، اس کے درد و داغ اور جذب و شوق کی تکمیلات اس مرقع میں دیکھ سکتے ہیں ——— (ادارہ)

یہ مضمون ماہنامہ محدث جلد ۱، عدد ۶ ۔ فکر و نظر کے عنوان سے عبدالغفار اثر کے ایک ایسے مضمون کو پڑھ کر لکھ رہا ہوں جو فکر و عمل کی بجائے فکر و نظر اور مرثیہ تک محدود ہے۔

پاکستان کو نظریاتی اسٹیٹ بنانے اور رکھنے والے ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ ایسگلا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوابوں کی اولاد اور ملحد گدا مولویوں کے دریوزہ گر آج مسجد اور کالج میں اسلام کے نام پر جی رہے ہیں۔
راقم الحروف نے اسلام کو دو مردانِ خدا کی زندگی میں دیکھا سمجھا اور ۳۰ سال میں ایک جہاد کو بروئے کار لاکر برای العین اللہ کے کلام کی برکت و عظمت کو دیکھ رہا ہوں۔
میرے قلم سے کالج کے فرنگیانہ دور میں حمایتِ اسلام کا نام لینے والوں کے لیے ۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۰ر مئی ۱۹۴۴ء میں ایک عملی تدبیر بروئے کار آئی اور ترویجِ قرآن کے لیے یہ سطور لکھی گئیں۔

"دین کی غرض و غایت یہ تھی کہ لوگ اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں، وہ دنیا میں غلبہ اور آخرت میں خدائی نعمتوں کو حاصل کر سکیں۔ اسلام مذہب کی جامع صورت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری مبلغ اعظم۔
ان کی زندگی (اسوۂ حسنہ) اور ان کے بعد صحابہ کرامؓ کی زندگیاں اسلام کا نمونہ تھیں۔
اسلام کے سچے پیروؤں کا مقصد بھی یہی ہونا چاہیئے کہ ان ہی نمونوں کے مطابق خود بھی اس دنیا میں زندگی گزاریں اور تمام انسانوں کو بھی اس کی ہدایت کریں۔"

قرنِ اوّل کے مسلمان اس حقیقت کو سمجھتے تھے .... ان کا ایک ایک فرد مجسّم دعوتِ اسلام تھا، وہ کہیں جاتے تو تبلیغ کا درد ان کے دل میں ہوتا۔ تجارت کرتے تو اسی کے لیے۔ زراعت کو ہاتھ میں لیتے تو اسی کے لیے۔ بغرض کہ دعوتِ اسلام کے بغیر وہ کسی کام کا تصور ہی نہ کر سکتے تھے۔ وہ تبلیغِ اسلام کو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید سمجھتے۔ جنگلوں اور بیابانوں کی بادیہ پیمائی، پہاڑوں کی سر بفلک چوٹیاں، سمندروں اور دریاؤں کی طوفان خیزیاں ان کی تبلیغ کے راستے میں حائل نہ ہو سکیں۔ قید خانوں کی کوٹھڑیوں میں بھی انہوں نے اسوۂ یوسفی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ وہ برابر تبلیغ کرتے رہے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حقیقی معنوں میں وہی عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔

ابتدائی چند صدیوں تک مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ تبلیغ و دعوت ہر مسلمان کا فرضِ حیات ہے۔ مگر اس کے بعد جمود و استبداد نے ان کی قوتوں کو پامال کر دیا اور صرف علماء کا گروہ اس کا اجارہ دار بن بیٹھا۔ دین و دنیا، عالم و عامی کی حد بندی ہو گئی۔ دنیا کے حاکم تبلیغِ اسلام سے لاپرواہ ہو گئے اور اس غفلت میں وہ اتنے بے باک ہوتے گئے کہ انجام کار علماء کو بھی اپنی خواہشاتِ نفس کا شکار کرنے کی ٹھان لی،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علما نے حق ظلم کی تلوار کے سائے میں بھی اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کرتے رہے اور ان میں سے اکثر کی زندگیاں آج بھی ہمارے لیے عمل کا بہترین نمونہ ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا عام مسلمان اسوۂ حسنہ سے دور ہوتے گئے تو علما کا ایک طبقہ دنیا پرست بنتا گیا یہاں تک کہ اسلامی تعلیمات فراموش ہو کر رہ گئیں اور بعض ناہنجار گوروؤں اور چیلوں نے اس خیال کو رواج دیا کہ:

"وہ صرف مسلمان کہلوا کر کامیاب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں جنت کے ٹھیکہ دار بھی بن سکتے ہیں"

صدیوں کے تجربے نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ مسلمان اس غفلت اور بدعملی کی وجہ سے ہی دنیا میں ذلیل ہے اور آہستہ آہستہ آخرت کا خوف بھی اس کے دل سے نکلتا جا رہا ہے، اس کی زندگی ایک مادہ پرست انسان سے کچھ جدا نہیں۔ وہ اسی دھارے پر بہ رہا ہے جس پر حیوانی رجحانات اسے بہائے لیے جا رہے ہیں۔

اب زمانے نے کروٹ لی ہے۔ مسلمان کو اپنی غفلت اور زیاں کاری کا احساس ہو رہا ہے۔ وہ جاگ رہا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس کے لیے اسلامی تعلیمات سمجھانے کے اسباب ناپید ہیں۔ نہ کوئی مناسب نصابِ تعلیم ہے اور نہ انتظام —— موجودہ نصابِ تعلیم کے ناخدا یہ چاہتے بھی نہیں کہ مسلمان اسلام سے واقف ہوں اور سچے مسلمان بن جائیں۔

اس لیے کہ جمہور جب بیدار ہو جائیں گے تو ان کی غلامی کا جوا ایک لمحہ کے لیے برداشت نہ کریں گے۔ اللہ کی زمین میں صرف اللہ کا قانون رائج ہوگا اور یہی چیز باطل پرستوں کے لیے پیامِ موت ہے۔

اسلامیات یا دینیات کے لیے موجودہ سکولوں اور کالجوں میں یا تو سرے سے کوئی باقاعدہ نصاب ہی نہیں اور اگر کچھ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں تو ان میں سے اکثر جہاں زبان کے لحاظ سے سو سال پہلے کی ہیں وہاں طرزِ بیان اور ترتیبِ مضامین کے اعتبار سے بھی دورِ حاضر کی ضروریات کو پورا نہیں کرتیں —— میں نے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۲ء تک پندرہ سال متواتر سکولوں اور کالجوں میں تعلیم و تدریس کے تجربے کے بعد محسوس کیا ہے کہ جب تک اسلامیہ سکولوں اور اسلامیہ کالجوں میں قرآنِ عزیز کی لازمی تعلیم کا انتظام نہیں ہوتا اور ایسی رائے عامہ بیدار نہیں ہو جاتی کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ملتِ المسلمین مذہبی تعلیم کے بغیر موجودہ نصابِ تعلیم کو زہر کے گھونٹ سمجھنے لگ جائیں، ملتِ اسلامیہ کی بگڑی نہیں بن سکتی۔

اسلامیہ کالج لاہور میں ۳ سال کی جد وجہد کے بعد ۱۹۴۳ء میں پہلی مرتبہ قرآنِ عزیز کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ——— ہندوستان کے مشاہیر علماء اور ماہرینِ تعلیم سے نصاب کے متعلق مشورہ کیا گیا اور قرآنِ عزیز کے علاوہ عام مذہبی معلومات کے لیے ایک نصاب مرتب ہوا۔ اسلامی تعلیمات اس نصاب کی پہلی کتاب ہے اور ہائی سکولوں اور کالجوں کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو مذہبی امور میں جن معلومات کی ضرورت ہے وہ سلسلہ وار بیان کر دی جائیں تاکہ اس نصاب کی تکمیل کے بعد ایک مسلمان اسلام، تبلیغِ اسلام اور ترویجِ اسلام کی روح کو سمجھ لے اور اس کے دل میں قرنِ اول کے مسلمانوں کے نقشِ قدم پر چل پڑنے کی تڑپ پیدا ہو جائے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ملتِ اسلامیہ کے غیور فرزندوں کو توفیق دے کہ وہ پہلے خود دین کو سمجھیں اور پھر اس کی اشاعت کے لیے سربکف میدان میں نکل آئیں۔

(۲)

۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان قائم ہوا۔ قائد اعظم نے علامہ اقبال کے ۱۹۳۰ء کے تخیل کو ادھورے عمل میں پیش کیا۔ وہ ایک سال کے بعد چل بسے۔ قائد ملت لیاقت علی خاں کو قتل کیا گیا۔ اینگلو محمڈن فاہوں اور ان کے کاسہ لیسوں نے اس پاک ملک میں وہ ادھم مچایا کہ اسلامی تعلیمات ان کی عیاشیوں نالائقیوں اور گستاخیوں کے غبار و ہوس میں نظروں سے اوجھل ہو گئیں ——— نئی نسل کو اپنے مخصوص نہاد کے لیے نئے سانچوں میں ڈھالنے کے لیے زن، زر، زمین کے تینوں ہتھیار استعمال کیے گئے تاآنکہ ۱۹۵۰ء تک یہ اسلامی ملک ہر طرح غیر اسلامی اور یہ پاکستان پوری ناپاکی کا نمونہ بن گیا۔

راقم الحروف کے اپنے اور بیگانے اس کے درپئے آزار رہے مگر اللہ کی رحمت نے ساتھ نہ چھوڑا ——— "جد وجہد" کے نام سے ایک ماہنامہ شروع کیا اس میں "نیا سال اور نئے ارادے" کے عنوان سے یہ اداریہ لکھا:

"یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو وہ سال شروع ہوتا ہے جس کے متعلق افسانے سے زیادہ دلکش اور رومان سے زیادہ دل موہ لینے والی پیش گوئیاں اور سنسنی خیز کہانیاں لکھی جا رہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اقوام کی طرح افراد کی زندگیوں میں بھی ایسے افسانے اور ایسی حقیقتیں کار فرما ہوتی ہیں ——— داعی الی الحق نے بحیثیت کارکن زندگی کا تجزیہ کیا۔ زندگی قبول کر لینے کے بعد اسے مہم سمجھ کر سر کر لینے کی کوشش کی .... مسجد، کالج اور حکومت و سیاست، قومی ادارے، میدان جنگ اور مشرق و مغرب کی دسیسہ کاریوں کا تنقیدی مطالعہ اس کی جولانگاہ رہے ——— ۱۹۷۰ء کا تاریخی سال اس کے لیے ایک پیغام لایا ہے ——— پیغام جنون!

لہذا وہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہے اپنا ایک جنون ——— ہاں جنون! یہ جنون نہیں تو اور کیا ہے کہ عالمگیر کساد بازاری۔ عام قدر ناشناسی اور اپنی پریشان خاطری کے باوجود خدمتِ خلق کے پروگرام کو لے کر میدانِ عمل میں نکلا ہے۔

ماضی کے دھندلکوں میں اسے مایوسیاں، ناکامیاں، قید و بند، بے وفائیاں، اور کج ادائیاں نظر آتی ہیں ——— مگر یہ سب کچھ تو تجربات تھے ——— ان سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ اس کے جسمِ ناتواں کو نقصان پہنچا۔ اس کی ذات اور خدمت سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا ——— مگر ——— نفع و نقصان کی وہ جنس جو سماج کے ترازو میں تلتی ہے اس نے قبول ہی کب کی؟ ——— اس کا تو اپنا ایک معیار ہے اور وہ اس کے مطابق افراد، سماج اور زمانے کی قدروں کو تولتا رہا ——— مطمئن دل اور ایسی ہمت جو شکست سے ناآشنا ہو ایسا سرمایہ ہے جس کی بدولت وہ دنیا کا امیر ترین انسان ہے۔

خدائے قادر و توانا کی نصرت اور غیبی اسباب و وسائل ہمیشہ اس کا سہارا بنتے رہے۔ آج بھی ایک نہیں درجنوں دعوتیں ہیں کہ آؤ آرام کے ساتھ پھولوں کی سیج پر بیٹھو ——— تنخواہ اور وظیفے حاضر ہیں ——— صرف تم کو ——— اپنی زبان، اپنی قلم اور اپنے دل کو کسی دوسرے کے ہم نوا کرنے کی ضرورت ہے ——— داعی الی الحق سے ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہوا ہے!

اسی لیے تو وہ، یہ بھاری بوجھ پھر اپنے سر لے رہا ہے اور ایسی حالت میں لے رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ دل پر آرے چل رہے ہیں اور دماغ پاش پاش ہے ——— لیکن وہ جنون ہی کیا جو عقل و منطق کا پابند ہو ——— جنوں بس جنون ہے اور اس کی منطق نرالی ہوتی ہے"

(۴)

اب سوال یہ ہے کہ دنیا دیوانے سے اس قدر کیوں ڈرتی ہے؟ کیا حرج ہے کہ عقل مندوں کی دنیا میں ایک دو دیوانے بھی آکر اپنا بسیرا بنا لیں۔ پروانے بھی آخر دیوانے ہی ہوتے ہیں ورنہ شمع پر اس طرح جان کیوں دیں۔ دنیا پروانوں کو گوارا کر لیتی ہے۔ پھر کیا حرج ہے کہ تناسخ بستی پر ایک دو دیوانے بھی آ بیٹھیں اور لوگ انہیں برداشت کر لیں۔

لوگ دیوانوں سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ ان کا کام ان کے نزدیک تعمیر نہیں تخریب ہوتا ہے۔ وہ ان کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مخالف اور ان کے خود غرضانہ اور خود ساختہ اصولوں کے دشمن ہوتے ہیں۔

ان کا ماحول، ان کے جمود اور ان کی بے حسی کو زندگی، احساس اور حرکت کے بے جنبہ رکھتے وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں دیوانے ان کی عمارت کو آگ نہ لگا دیں۔ ان کے عیش کو غم میں نہ بدل دیں۔

لوگوں کا اندیشہ بے جا نہیں ہے ——— مگر سنیئے ——— سرزمینِ مصر تمدن کا گہوارہ ہے۔ سر بفلک محل کھڑے ہیں۔ آباد عبادت خانوں کے سنہرے گلشن دھوپ میں ہزاروں سورج بنے ہوئے ہیں۔ علم کی گرم بازاری ہے۔ حکمت کی ارزانی ہے۔ تہذیب عروج پر ہے۔ تنظیم مکمل ہے۔ حکومت باقاعدہ ہے۔ بادشاہ دنیا بھر میں بادشاہوں سے طاقت ور ہے ——— تنہا طاقت ور کہہ بر ملا کہتا ہے:

"أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ" ——— میں ہی تمہاری اس دنیا کا سب سے بڑا رب ہوں۔

کیونکہ یہ تمام تنظیم و ترتیب میرے ہی تدبر اور حسنِ انتظام کا نتیجہ ہے۔

یہ مصر کی قوم ہے ——— یہ مصر کا بادشاہ ہے۔

سب باطل ——— سب فریب ——— دفعتاً ایک آواز بلند ہوتی ہے۔ فرمائیے! مصر کی تہذیب کو باطل و فریب کہنے والا آپ کی بول چال میں سیانا ہو سکتا ہے یا دیوانہ؟

اسی قدر نہیں۔ سب سے بڑا جنون ملاحظہ ہو۔ کہتا ہے کہ میں صدیوں کے غلام اسرائیلیوں کو آزاد کر کے فلسطین کا بادشاہ بناؤں گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل اور جنون کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ متمدن و مہذب اور منظم و طاقت ور مصر کی فوج اپنے زبردست فرعون کے ساتھ سمندر میں غرق ہو جاتی ہے اور غلام اسرائیلی قوم فلسطین کی حکمران ہو کر دنیا کی سب سے بڑی قوم بن جاتی ہے۔

بتائیے! روپے سے بھی بڑھ کر کوئی چیز ہے؟ دولت۔ اقتدار۔ بادشاہی ——— یہی چیزیں ہیں جن پر عقلمندوں کی دنیا ز بجی ہوئی ہے۔ لیکن ایک ناصری فقیر پکارتا پھرتا ہے:

"آسمان کی بادشاہت غریبوں کے لیے ہے!"

وہ برملا کہتا ہے:

"سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکل جانا ممکن ہے مگر امیر آدمی کا جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیوں کہ آسمانی بادشاہت ان ہی کی ہے"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ ——— یہ یقیناً مجنون کی بڑ ہے مگر آپ تعجب سے سنیں گے کہ آج آپ ہی جیسے کروڑوں عقل مند انسان اس دیوانے کو خدا کا بیٹا کہہ کر پوج رہے ہیں۔

یہ یوسف کنعان ہے یا کوئی بدرِ منیر جو زمین پر اتر آیا ہے ———!

اللہ اللہ کیسی موہنی صورت ہے، دل میں اتری جاتی ہے۔ آبرو کی کمانیں قیامت کے تیر چلا رہی ہیں۔ اور مژگان ہیں کہ سینے توڑے ڈالتی ہیں۔ دراز کاکلیں جن کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھی، مکھڑا جس سے چاند بھی شرمائے۔ جڑواں بھویں، بھرے ہوئے بازو، کشادہ سینہ۔ سڈول بدن۔ کون ہے جو اس صورت پر قربان نہ ہو جائے ——— پھر ——— یہی چاند سا مکھڑا لہولہان ہے۔ جن دانتوں سے مارے شرم کے موتی پانی ہوتے تھے، ٹوٹے ہوئے زمین پر پڑے ہیں۔ رخسار جن پر نازک گلاب نثار ہوتے تھے زخموں سے چور ہیں۔

کیا ہوا ——— ؟ ——— لڑائی کس بات کی ہے ؟؟

لڑائی اس بات کی ہے کہ عرب کہتے ہیں، ہم بتوں کو نہیں چھوڑیں گے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے مالک بن جاؤ ——— مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کو کیا پڑی ہے کہ دوسروں کے لیے خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں ——— آخر اپنا شباب، اپنا حسن، اپنی جان کیوں جوکھوں میں ڈال رہے ہیں۔ خدارا بتاؤ کیا یہ جنون سب سے بڑا جنون نہیں ہے ——— لیکن پھر کیا ہوا!

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں قیصر و کسریٰ کے تاج پڑے دکھائی دیے یا نہیں؟

آج دیوارِ چین سے بحرِ ظلمات تک کون کون خطۂ زمین ہے جہاں روز پانچ مرتبہ یہ صدا بلند نہیں ہوتی۔

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

دیکھا آپ نے کہ عقل مندوں کی دنیا نے جن لوگوں کو دیوانہ کہا، ان کی اس دنیا کو کس قدر ضرورت تھی اور انہوں نے اس دنیا میں کیسے مبارک انقلاب پیدا کیے!

یقین کیجیے اور تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ دنیا میں کوئی نیک انقلاب بھی کسی عقل مند کے ہاتھوں کبھی انجام پذیر نہیں ہوا۔

یہ سب دیوانے ہی تھے، جنہوں نے وقت اور حالات کے سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا اور نئی دنیا بسا ڈالی ——— آپ کیا جانیں کہ ان جنون کے مبتلاؤں کو اپنی بیماری میں کیا حظ و سرور ملتا ہے ——— ساری دنیا کے خزانے کیا چیز ہیں۔ اگر ماہتاب و آفتاب بھی اتار کر ان کے ہاتھ پر رکھ دیے جائیں تو بھی وہ اپنے مرض کے اس لطف سے کبھی دست بردار نہ ہوں گے۔ ان کی زبانِ حال ہمیشہ کہتی ہے ؎

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی!
لکھ دیجیو یارب اسے قسمت میں عدو کی

(۴)

بے شک دیوانے کا کام تعمیر نہیں تخریب ہی ہے مگر آپ نے یہ کیوں کر طے کر لیا کہ آپ کو تخریب کی نہیں تعمیر کی ضرورت ہے۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ جس عمارت میں آپ رہتے ہیں، اندر ہی اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہو اور آج ہی کل میں اپنے مکینوں پر گر پڑنے والی ہو!

اگر واقعہ یہی ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہیے۔ اگر کوئی دیوانہ یہ عمارت گرا دے اور آپ کی جان بچ جائے لیکن اگر آپ کی عمارت کھوکھلی نہیں سنگین ہے تو پھر یقین کیجیے ——— ہزار دیوانے بھی اسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

پھر یہ بھی یاد رہے —— کوئی دیوانہ یہ کہہ کر نہیں آتا کہ میں آتا ہوں مجھے آنے دو، وہ تو بس آدھمکتا ہے —— اسی لیے آپ کا یہ دیوانہ بھی عزمِ محکم اور عملِ پیہم کے بل پر آپ کی مجلس میں نازل ہوتا ہے، اور پھر کہتا ہے کہ آپ کتنے ہی دھکے دیں، اسے نکال نہ سکیں گے۔ اس کے شور سے آپ چیں بجبیں ہوں گے، دانت پیسیں گے، محتسب سے فریاد کریں گے مگر یاد رکھیے یہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ آپ کا سکونِ خاطر برباد ہی کرتا رہے گا کیونکہ اس کے سر میں جو جنون ہے وہ نہ جیتے جی جائے گا اور نہ وہ آپ کو چین لینے دے گا۔ یہ درد ایسا ہے کہ مر جائے تو جائے!

اے کاش! کسی طرح آپ کے دل میں یہ بات اتاری جا سکے کہ آپ کی کھوئی ہوئی عظمت فکر و نظر یا عقل سے نہیں بلکہ ایمان و عمل اور جنون کی راہ میں واپس آسکتی ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ملتِ اسلامیہ گومگو، رسمی اسلام اور تذبذب کا شکار ہے —— اگر اس ملت کے افراد میں سے کچھ اللہ کے نام کے دیوانے بن جائیں پھر ایمان و عمل کے ساتھ ایسے جہاد میں مصروف ہو جائیں جو يَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ یعنی غزاء اور شہداء کی منزل تک پہنچے بغیر اپنی زندگی کو نامکمل سمجھیں تو چشم زدن میں دوش ہی پر اپنے آپ کو سوار پائیں۔

ہر زماں یک تازہ جولانگاہ می خواہم از و
تا جنوں فرمائے من گوید دِگر ویرانہ نیست

علمی حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت کا باعث ہوگی کہ مفتیٔ وقت حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑیؒ کی علم و تحقیق کا گراں قدر مجموعہ

فتاویٰ اہلحدیث

ادارہ احیاء السنّۃ النبویّۃ کے زیر اہتمام طباعت و اشاعت کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اس کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے جو تقریباً پونے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایمان و اعتقاد، طہارت و پاکیزگی اور مساجد کے اہم مسائل پر محققانہ بحث ہے۔ علمی معیار اور بلند تحقیق کے لیے محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہی دائمی ضمانت ہے۔

کتابت و طباعت آفسٹ۔ کاغذ سفید قیمت مجلد ۱۸ روپے علاوہ محصولڈاک۔

ناظم ادارہ احیاء السنّۃ النبویّۃ۔ ڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

صفر المظفر ۱۳۹۳ھ کم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ